بصیرت کی قدر و قیمت اور اثرات

تالیف: زہرا فولادی
ترجمہ: مولانا شیخ ممتاز علی

قرآن کریم میں بصیرت حاصل کرنے کا حکم اور بے بصیرتی کی مذمت موجود ہے کتاب خدا نے ناواقف کو نابینا اور بے بصیرت کو چوپایوں سے بدتر سمجھا ہے۔ فکر صحیح اور ژرف نگاہی سے بصیرت کے چشمے پھوٹتے ہیں نتیجہ میں فہم وفراست، عمیق ادراک، بینش اور جامع تدبیر کی معرفت سے بھرپور علم کا تحفہ حاصل ہوتا ہے۔

جس معاشرہ میں لازمی بصیرت موجود ہے وہ حق نگاہ ہوتا ہے قائد حق کی اطاعت کرتا ہے باطل کے مختلف چہروں سے نقاب ہٹاتا ہے۔ اجتماعی اور سیاسی موارد اور حق و باطل میں تشخیص کی دشواری کے مواقع پر بصیرت کی بڑی اہمیت ہے جیسا کہ آج صحیح راستہ کے انتخاب کے لئے سماج کے حالات کی شناخت اور کفایت کی حد تک بینش کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ تحصیل بصیرت کی ترغیب

بصیرت، سعادت تک پہونچنے کا ذریعہ ہے۔ خدا نے انسان کی خلقت کا مقصد حصول سعادت قرار دیا ہے انسان کی زندگی میں دل کے اندھے پن کے مقابل بصیرت کی برتری کا اعلان قرآن مجید کی آیتوں میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔[۱]

انسان کو جتنی زیادہ بصیرت حاصل ہوگی اس کے لئے خدا کی معرفت اتنی ہی آسان ہو جائے گی، اس کی عبادت ایمان سے لبریز ہوگی کمال کی منزل کو وہ اتنی ہی جلد طے کرے گا۔ امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں " فاذا کان العبد عاقلا کان عالما واذاکان عالما بربه ابصر دینه"[۲] اگر انسان عاقل اور خرد مند ہوگا تو اپنے پروردگار کو پہچانے گا اور جب اپنے پروردگار کو پہچانے گا تو اپنے دین میں بصیرت حاصل

۱۔ رک: سورہ رعد، آیت ۱۶ "هل یستوی الاعمیٰ والبصیر"؛ سورہ هود، آیت ۲۴ "مثل الفریقین کالاعمیٰ والاصمّ والبصیر والسمیع هل یستویان مثلاً افلاتذکرون" سورہ فاطر، آیت ۱۹ "ومایستوی الاعمیٰ والبصیر"

۲۔ حکیمی، محمد رضا، محمد حکیمی وعلی حکیمی "الحیاة" ترجمہ احمد آرام، دفتر انتشارات اسلامی قم، ۱۳۶۰ ج ۱ ص ۴۶

کرے گا۔ اگر کوئی انسان آیات الٰہی کے مشاہدوں کے توسط سے بینائی حاصل کرتا ہے اور واضح دلیلوں سے بصیر بنتا ہے تو اپنے فائدہ کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ "قدجائکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ[۱]۔۔۔" تمہارے لئے تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں آچکی ہیں لہٰذا بصیرت کی نگاہ ڈالے گا تو اس میں خود اسی کا فائدہ ہے۔

زندگی کے تمام امور میں کسب بصیرت ضروری ہے دشمن سے جنگ کے موقع پر اس کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے چنانچہ محمد بن ابی بکر کو معزول کرنے کے بعد امیر المومنین حضرت علیؑ نے جو خط لکھا اس میں تحریر تھا" فاصحر لعدوک وامض علی بصیرتک۔۔۔[۲]" دشمن سے مقابلہ کی خاطر سپاہیوں کو باہر لاؤ اور دشمن کی طرف بصیرت کے ساتھ آگے بڑھو۔ ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں" فانفذوا علی بصائرکم ولتصدق نیاتکم فی جہاد عدوکم" [۳]تم نگاہ بینا کے ساتھ قدم رکھو اور دشمن سے جہاد کے موقع پر اپنی نیت درست رکھو۔

نعمت بصیرت پر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے رمضان المبارک کی بارہویں رات کی دعا میں ارشاد فرماتے ہیں "الحمد لله الذی اکرمنا بشهر نا هذا وانزل علینا فیه القرآن وعرفنا حقه الحمد لله علی البصیرة" [۴]ساری تعریفیں اسی خدا کی ہیں جس نے ماہ رمضان کے ذریعہ ہمیں عزت بخشی اس مہینہ میں ہم پر قرآن نازل ہوا اور اس نے ہمیں اپنے حق کی معرفت عطا کی اور بصیرت وآگہی پر خدا کی حمد ہے۔

۲۔ خدا سے بصیرت کی التجا

رسول مقبول اپنے کلام میں خدا سے بصیرت کی التجا کا سلیقہ ہمیں سکھاتے ہیں۔" ۔۔۔ اللّٰھم انی اسئلک بکل اسم ھولک سمیت بہ نفسک۔۔۔ ان تصلی علی محمد وآل محمد وأن تجعل القرآن ربیع قلبی ونور بصری" [۵]پالنے والے میں تجھ سے ہر اس اسم سے سوال کرتا ہوں جسے تو نے اپنا نام قرار دیا ہے محمد وآل محمد پر درود بھیج اور قرآن کو ہمارے دل کی بہار اور آنکھوں کا نور قرار دے۔

۱۔ سورہ انعام، آیت ۴

۲۔ نہج البلاغہ، نامہ ۳۴

۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۴

۴۔ مجلسی، بحار، ج ۹۱، ص ۹۸، باب ۳۲؛ ادعیہ المناجاۃ، ابن طاؤس، سید بن علی بن موسیٰ

۵۔ رضائی سید عبد الحسین" ارشاد القلوب" مطبوعہ بار سوم، اسلامیہ، تہران، ۱۳۷۷ھ ج ۱، ص ۲۰۰

مناجات شعبانیہ میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں " الھی ھب لی کمال الانقطاع الیک وأنر ابصار قلوبنا بضیاء نظرھا الیک حتی تخرق ابصار القلوب حجب النور[۱]" پالنے والے دوسروں سے منقطع ہو کر اپنی طرف متوجہ ہونے کی توفیق عنایت فرما، تیری طرف پڑنے والی نظر کے ذریعہ ہمارے دیدہ دل کو منور فرما۔ یہاں تک کہ دیدہائے دل، پردہ نور کو چاک کر دیں۔

۳۔ بے بصیرت انسان کی مذمت

خدا نے جہاں دلوں کے اندھے پن کا تقابل بینائی سے کیا ہے وہاں بڑی تاکید سے یہ بتایا ہے کہ بصیرت، بینائی ہے یہ انسان کو زندہ کر دیتی ہے جو اس بینائی سے بہرہ مند نہیں ہے وہ زندہ در گور ہے اس میں تحریک، رشد اور کمال کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں ہوتا۔[۲]

قرآن مجید میں جہاں بھی اندھے پن کا ذکر آیا ہے وہاں اس سے زیادہ تر مراد دل کا اندھا پن اور نور ہدایت سے کنارہ کشی ہے۔[۳] کافر ایسے افراد کے زمرہ میں آتے ہیں جو آنکھیں ہونے کے باوجود اس سے نہیں دیکھتے" ولھم اعینٌ لایبصرون بھا۔"[۴] منافق کو گونگا، بہرہ اور اندھا کہا گیا ہے" صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لایرجعون"[۵]

زمانہ کا عمیق نگاہی سے تجزیہ اور واضح ادراک بصیرت ہے جس کی بنیاد تفکر اور غور وخوض ہے۔ زمانہ کے سیاسی موقف اختیار کرنے میں اس خصوصیت کی ضرورت پڑتی ہے۔

اجتماعی مسائل میں عدم بصیرت اور صحیح نکتہ نگاہ نہ ہونے کی بناپر تاریخ کے بہت سے اہم موڑ پر بہت سے سرکردہ افراد ولایت کی ڈگر سے منحرف ہوگئے اس بناپر عدم بصیرت وہ مقام ہے جہاں صرف عوام نہیں بلکہ دانش مند بھی لڑکھڑا جاتے ہیں یہ وہی افراد ہوتے ہیں جو تقاضائے زمانہ کے ادراک اور حق وباطل کی شناخت میں سادگی فکر کو درست سمجھتے ہیں۔

عدم آگہی وہ جانا پہچانا درد ہے جو تمام امور کی تباہی منجملہ انسان کی حیات ابدی کی تباہی کا سبب ہے کیونکہ بہت ساری لغزشیں اور عداوتیں، آفت خیز درخت بے بصیرتی کی دین ہیں۔ بے بصیرت انسان

۱۔ مجلسی، ج۹۱، ص۹۸، باب ۳۲؛ ادعیہ مناجات ابن طاؤس، ص ۶۸۷۔

۲۔ سورہ فاطر، آیت ۱۹۔ ۲۲

۳۔ سورہ حج، آیت ۴۶

۴۔ سورہ اعراف، آیت ۱۷۹

۵۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۸

معتدل اور متوازن نہیں ہوتا وہ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتا ہے لہٰذا وہ صحیح رجحان سنجیدہ اور ثمر بخش اقدام سے محروم ہوتا ہے۔[۱]

اسی خصوصیت کے فقدان کی بنا پر مولائے متقیان نے اپنے زمانہ کے معاشرہ پر تنقید کی ہے کہ ان کی عقلیں کمزور اور ان کی فکریں حماقت آمیز ہیں، کسی تیر انداز کا نشانہ نہیں ہیں۔ ایسے افراد معرض خطر میں ہیں وہ ایسے مجبور شکار کی طرح ہیں جو صیاد کی زد پر ہیں۔[۲] حضرت نے اپنے آپ کو ان کوفیوں کے نرغہ میں پایا۔ جن میں تین خصلتیں موجود اور دو خصلتیں مقصود تھیں۔ آنکھ کان اور زبان ہونے کے باوجود وہ اندھے، بہرے اور گونگے تھے۔ وہ حضرت کے لئے ملاقات کے موقع پر نہ تو مردان صادق تھے نہ سختی کے موقع پر قابل اعتماد۔[۳]

بے بصیر کی بنیاد وہ حق کو باطل سے جدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے سیاست بازوں کے آلہ کار بن گئے معاویہ اور عمرو وعاص کے دھوکہ میں آ گئے حضرت علی نے ان کی عدم بصیرت کی تصویر کشی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ بدترین افراد ہیں، شیطان کے ہاتھوں کا تیر ہیں جس سے شیطان اپنے فائدہ کے لئے نشانہ لگاتا ہے اور لوگوں کو جرت، تردد اور گمراہی میں ڈال دیتا ہے۔[۴]

بے بصیرت انسان کے پاس نہ تو دیدۂ عبرت نگاہ ہے اور نہ آفاقی نشانیوں پر اس کی نظر اور نہ تو اس کے پاس ایسا دل ہے کہ وہ آیات انفس پر غور کر سکے نہ اسے حقیقت کی بصیرت حاصل ہے کہ وہ نورانیت سے اسرار غیبی کا مکاشفہ کر سکے۔

عدم بصیرت کے نقصانات

کسی بات کا پتہ لگانے کے لئے اس کے فقدان کے نتائج کی تحقیق ضروری ہے۔ اسی حصہ میں مطالب کو خوبصورتی سے بیان کرنے کے لئے ہم عدم بصیرت کے نقصانات شمار کریں گے۔

۱۔ جیسا کہ حضرت علیؑ نے اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے "لاتری الجاهل الا مفرطاً او مفرّطاً" نہج البلاغہ حکمت ۷۰۔ الجهل داء وعياء"، "الجهل داؤ عياء "الجهل ادو ألداء"، "الجهل فساد كل امرء" تمیمی آمدی، ص ۷۳۔ "الجهل يفسد المعاد" سابق، ص ۷۵۔ "الجهل يزل القدم" سابق حوالہ

۲۔ امام علیؑ: " خفت عقولكم وسفهت حلومكم فانتم غرض لنابل واكلة لاكل وفريسة لصائل، نہج البلاغہ، خطبہ ۱۴

۳۔ امام علیؑ: " يا اهل الكوفه منيت منكم بثلاث واثنتين صم ذو واسماع وبكم ذو وكلام وعمى ذو وابصار لا احرار صدق عند اللقاء، ولا اخوان ثقة عند البلاء"، نہج البلاغہ، خطبہ ۹۷

۴۔ امام علیؑ؛"ثم انتم شرار الناس ومن رمى به الشيطان مراميه وضرب به تيهه، وسيهلك فيّ صنفان: محب مفرط يذهب به الحب الى غير الحق"۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۲۷

۱۔ شک

بصیرت یقین وآگہی کے معنی میں ہے صاحب بصیرت حق کی پیروی کرتا ہے وہ اپنے سامنے کی چیزوں کو دیکھتا ہے اس میں اسے ذرہ برابر بھی شک وتردد نہیں ہوتا۔[۱] لیکن بے بصیرت انسان حقائق کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہے اور شک وشبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

سورہ فصلت کے آخر میں توحیدی مغفرت کے تین راستوں کو بیان کرنے کے بعد امن معرفت سے ان افراد کو محروم گردانا گیا ہے جو شک وشبہ میں مبتلا ہیں۔ "[۲] الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم" [۳]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں" من عمی عما بین یدیہ، غرس الشک بین جنبیہ" [۴] جو سامنے کی چیز نہ دیکھ سکے وہ اپنے سینہ میں شک کا پودا اگاتا ہے۔

۲۔ گمراہی

قرآن کی نظر میں بعض بے بصیرت افراد چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ان میں تو انسانی صلاحتیں نہیں ہوتیں لیکن یہ دل کے اندھے خداداد صلاحیتوں کے باوجود بے راہ روی اختیار کرتے ہیں۔ "لھم قلوب لایفقھون بھا ولھم اعین لایبصرون بھا ولھم، أذان لایسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون"[۵] ان کے پاس دل ہے مگر وہ سوچتے سمجھتے نہیں آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں، کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، وہ غافل ہیں۔

اگر معرفت کے وسائل سے کسی نے صحیح فائدہ نہیں اٹھایا، تو رفتہ رفتہ یہ بے کار ہو جاتے ہیں اور حقائق کی الٹی تصویر پیش کرنے لگتے ہیں اگر کوئی شخص آفاق وانفس کی نشانیوں پر غور نہیں کرتا تو اس کے ارد گرد ایسی دیواریں کھڑی ہو جاتی ہیں کہ پھر وہ آیات کو دیکھنے سے محروم رہ جاتا ہے۔

۱۔ "اللھم وأوصل الی التابعین لھم باحسان، الذین یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان خیر جزائک، الذین قصدوا سمتھم وتحروا وجھتھم ومضوا علی شاکلتھم، لم یثنھم ریب فی بصیرتھم، ولم یختلجھم شک فی قفو آثار ھم۔۔۔ "امام زین العابدین علیہ السلام اہل بصیرت کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ پالنے والے اصحاب محمدؐ میں جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ پیروی کی انہیں بہترین جزا عنایت فرما وہ ایسے افراد تھے جن کی بصیرت کی کوئی تردید نہیں ہے۔

۲۔ جوادی آملی، عبد اللہ "توحید در قرآن" تنظیم حیدر علی ایوبی، اسرا، قم، ۱۳۸۳، ص ۱۶۹

۳۔ سورہ فصلت، آیت ۵۴

۴۔ آمدی، ص ۲۷، الفصل الخامس عشر فی الشک الظن والشبھہ آثار متفرقہ للشک

۵۔ سورہ اعراف، آیت ۱۷۹

خدا نے منافقین کی چشم بصیرت کو اندھا کر دیا ہے وہ اپنے نور ہدایت کو چھین لیتا ہے نور تو انہیں ملا تھا اور انہوں نے اس سے اپنے بارے میں استفادہ بھی کیا تھا لیکن وہ نور ان سے چھن گیا اور قدرت نے انہیں مطلق تاریکی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا۔[1] کافروں کا دیدہ بصیرت بھی کبھی نور الٰہی سے روشن نہیں ہوتا۔[2] "ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور"[3] کیونکہ گناہوں کی زیادتی نے ان کے قلوب پر قدرت نے مہر لگادی ہے۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ۔۔۔"[4]

بصیرت کے آثار

بصیرت کے بہت سارے آثار ونتائج ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ توفیق الٰہی[5]، صاحب بصیرت کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس حصہ میں پہلے بصیرت کے انفرادی آثار پھر اجتماعی آثار کی گفتگو ہوگی:

بصیرت کے انفرادی آثار

قرآنی آیات میں آثار بصیرت اور اہل بصیرت کی علامتیں بیان کی گئی ہیں لہٰذا ذیل میں اس کی تحقیق کی جائے گی۔

۱۔ دانائی

بصیرت کے معنی بینش اور آگاہی کے ہیں۔ اہل بصیرت تقویٰ، زہد اور اخلاص سے غور وفکر کرتے ہیں، حوادثات اور واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہوئے تعقل و تفکر سے کام لیکر دانائی کی منزل تک پہونچتے ہیں چنانچہ حجت خدا کی توصیف میں ملتا ہے کہ بصیرت کی حقیقت کے ساتھ علم ودانش ان تک

۱۔ صابونی، محمد بن عبداللہ " صفوۃالتفاسیر للقرآن الکریم" دارالصابون" بیروت ج ۱ص ۷ ۳

۲۔ صادق تہران، ج ۱، ص ۱۸۶

۳۔ سورہ نور، آیت ۴۰ جیسے خدا نے تو انہیں دیا ہے وہ نور سے محروم ہے۔

۴۔ سورہ بقرہ، آیت ۷ (خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے)۔

۵۔ راہ کمال کا آسان ہو جانا، انسان کو خدا کی چاہت کی معرفت کا حاصل ہونا توفیق الٰہی ہے انسان کے اعمال سے اسکا بڑا گہرا ربط ہے۔ اگر خدا کی چاہت نہ ہوگی تو انسان کی کوشش بے ثمر رہ جائے گی جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں" لاینفع اجتہاد بغیر توفیق" اگر کوشش کے ساتھ توفیق الٰہی نہ ہو تو کوشش کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آمدی، ص ۶۱

پہونچا ہے اور وہ روح یقین کو لمس کرتے ہیں۔[۱] توفیق الٰہی کے ساتھ بصیرت کے سایہ میں انہیں دینی فہم ہوتا ہے۔[۲]

صاحب بصیرت سے دانائی کی امید ہوتی ہے۔ قرآن نے ظالموں کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ "افتاتون السحر وانتم تبصرون"[۳]۔ تم تو صاحب بصیرت اور دانا ہو تم ان کے جادو کو کیوں معجزہ سمجھ بیٹھے (اور ان کی بات ماننے لگے) اگر خدا نہ چاہے تو حق و باطل میں امتیاز (بصیرت) کی طاقت ہم سے سلب ہو جائے گی اور ہم گمراہ ہو جائیں گے۔

۲۔ایمان

روشن بینی اور نور بصیرت کے اضافہ کے ساتھ ایمان کا براہ راست رابطہ ہے یعنی حقائق کے سامنے انسان جتنا سر تسلیم خم کرتا جائے گا اس کی اندرونی بینائی میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔

قرآن کریم۔ مومنین کو صاحب بصیرت جانتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "ومایستوی الاعمیٰ والبصیر والّذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وَلا المُسیٔ قلیلاً مّاتذکرون"[۴]، بینا نابینا، ایمان لانے والے صاحبان عمل صالح اور گنہ گار، برابر نہیں ہیں لیکن صاحبان تذکر بہت کم ہیں۔

اس آیت میں کافر کی نابینا اور مومن کی بینا سے تشبیہ پیش کی گئی ہے۔ ایمان ایک نور ہے جو روشنی عطا کرتا ہے۔ کائنات بینی کا اعتقاد زندگی میں علم وآگہی بخشتا ہے لیکن کفر ظلمت ہے اس میں کل عالم ہستی کے بارے میں نہ تو صحیح نظریہ ہے اور نہ تو اس کے دامن میں عمل صالح کی گنجائش ہے۔[۵]

ارشاد پروردگار ہے۔ " افمن یّعلم انّما انزل الیک من ربّک الحق کمن ھو اعمیٰ انّما یتذکر اولوا الالباب"[۶] آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حقیقت ہے۔ اسے جو شخص جانتا ہے کیا وہ اس شخص جیسا ہے جو دل کا اندھا ہے؟ عبرت حاصل کرنے والے صرف صاحبان عقل ہیں۔

۱۔امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔ " ھجم بھم العلم علی حقیقة البصیرة وباشروا روح الیقین واستلانو ما استوعره المترفون" بصیرت کی حقیقت کے ساتھ ان تک علم ودانش پہونچا ہے انہوں نے روح یقین کو لمس کیا ہے اور دنیا پرست جسے مشکل سمجھتے ہیں ان کے لئے وہ آسان ہے۔ نہج البلاغہ کلمات قصار ۱۴۷

۲۔حضرت علی فرماتے ہیں۔" من ابصر فھم" جو صاحب بصیرت ہوگا وہ سمجھتا ہوگا نہج البلاغہ، حکمت ۲۰۸ "العلم بالفھم" علم فہم کے ذریعہ ہے۔"الفھم بالفطنہ، الفطنة بالبصیرة " آمدی، ص ۴۴۸، ح ۱۰۲۸۶، ۱۰۲۸۷

۳۔سورہ انبیاء، آیت ۳

۴۔سورہ غافر، آیت ۵۸

۵۔مکارم شیرازی" تفسیر نمونہ" جلد ۱۸، ص ۲۲۹

۶۔سورہ رعد، آیت ۱۹

مومن اپنے دل اور روح کو ہمیشہ آلائشوں سے پاک رکھتا ہے وہ اپنے آئینہ دل کو گناہوں کے غبار سے مکدر نہیں ہونے دیتا کہ جس کی وجہ سے نور خدا یعنی عقل پر کوئی پردہ پڑ جائے وہ اس خدائی نور سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرکے حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے۔[۱]

۳۔ بردباری اور مدارا کرنا

خدا کی راہ میں ثابت قدمی اور سخت راستہ میں ملنے والی مصیبتوں پر صبر و تحمل کرنا جہاں ایک بلند و باعظمت الٰہی اہداف تک پہنچنے کا سبب ہوتا ہے وہیں عمیق و دائمی بنیاد کے قیام کا وسیلہ بھی بنتا ہے۔ اور اسی کی برکت سے انسان میں صبر و بردباری کا درخت سیراب اور شاداب ہوتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد کے مطابق: علم ایک ایسا نور ہے جسے خداوند عالم جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے جس کے نتیجہ میں دل کے دریچے کھل جاتے ہیں، غیبی چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے۔ اس کا سینہ اور چوڑا ہو جاتا ہے پھر ہر الٰہی امتحان کے لئے اور بلا و مصیبت کے مقابل سینہ سپر ہو جاتا ہے۔[۲]

قرآنی آیات سے استفادہ اور ان سے درس عبرت حاصل کرنا قرآن کی نظر میں صرف صابرین وشاکرین کا کام ہے کیونکہ حوادث کے دقائق اور ان کی بنیادوں کی تحقیق میں صبر و شکر کی ضرورت ہے۔ "انّ فی ذٰلک لایات لکل صبار شکور"[۳] کی آیت قرآن میں بار بار دہرائی گئی ہے۔

قرطبی کے نظریہ کے مطابق " آیات " یعنی علامات ان افراد کا مخصوص حصہ ہیں جو بلاؤں کے مقابل صابر ہوتے ہیں اور نعمتوں کے ملنے پر شاکر نظر آتے ہیں۔[۴] آیات انفس وآفاق میں تفکر کے موقع پر جو تعب برداشت کرتا ہے وہ "صابر" ہے۔[۵]

اسی بناپر اسرار خلق اور انسان کی اجتماعی زندگی کے اسرار کے مطالعہ کے وقت جس میں جتنا صبر پایا جائے گا اسے اتنی زیادہ معرفت اور بصیرت حاصل ہوگی۔ بصیرت کے اعتبار سے جو جتنا قوی ہوگا وہ اتنا ہی بڑا صابر بھی ہوگا۔

۱۔ مطہری، مرتضٰی "حکمت ها واندرزها" مطبوعہ ۲۸، صدرا، تہران ۱۳۸۹ ج ۱، ص ۱۵۰

۲۔ پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہے: "لیس العلم بکثرة التعلم، وانما العلم نور یقذفه اللہ فی قلب من یحب، فینفتح له، ویشاهد الغیب، ینشرح صدره فیحتمل البلاء" قیل یا رسول اللہ وهل لذلک من علامة ؟ قال التجافی عن دار الغرور، والانابة الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله"۔ بروجردی، سید حسین، تفسیر الصراط المستقیم، مطبوعہ اول، مؤسسہ انصاریان، قم، ۱۴۱۶ق، ج ۱، ص ۴۲

۳۔ سورہ ابراہیم، آیت ۵، سورہ لقمان، آیت ۳۱، سورہ سبا، آیت ۱۹، سورہ شوریٰ، آیت ۳

۴۔ قرطبی، محمد بن احمد۔ "الجامع لاحکام القرآن" ناصر خسرو، تہران مطبوعہ بار اول، ۱۳۶۲ ج ۴، ص ۷۹

۵۔ حقی بروسوی، اسماعیل " روح البیان " دار الفکر، بیروت، بی تا، ج ۷، ص ۹۸

قرآن کہتا ہے "وکیف تصبر علی مالم تحط بہ خبراً" تم اس چیز پر کیسے صبر کر سکتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بات کے سلسلہ میں آگاہی و بصیرت کا سختی پر صبر سے براہ راست رابطہ ہے۔

پرچم ہدایت اٹھانے کے لئے ، بصر اور صبر دو ارکان ہیں ایک بصیرت دیتا ہے اور دوسرا رکن استقامت ایمان عطا کرتا ہے۔ اہل بصیرت ہوش مندی، بینائی، قدرت فہم، تجزیہ اور پھر اس کے بعد صبر و استقامت کو اس کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔

اہل بصیرت اگر دیانت ، تدبیر ، جامع نظر کی بنا پر رہتی زندگی کا انتخاب کرتے ہیں، حق و حقیقت کے محور پر گردش کرتے ہیں، عمل کے نتیجہ پر خدا کے لطف و کرم کے منتظر رہتے ہیں تو وہ مشکلات کے موقع پر صابرین بھی رہتے ہیں۔ لہٰذا اہل حق کے لئے حق و مبارزہ کے تمام میدانوں میں ثبات قدم عطا کرنے کے لئے اندرونی بصیرت سے بڑھ کر دوسرا کوئی عامل نہیں ہے اس سے انسان کے اندر آخری دم تک کوشش کرنے کا حوصلہ باقی رہتا ہے۔ حق و ہدایت کی اہم خصوصیت آگاہی یقین پھر اس کے بعد راہ خدا میں صبر واستقامت ہے جیسا کہ آیہ شریفہ میں ارشاد ہوتا ہے " وجعلنا منھم ائمۃ یھدونَ بامرنا لما صبروا وکانو بآیاتنا یوقنون"[۱] ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام قرار دیا ہے جو ہمارے امر کی ہدایت کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے صبر اختیار کیا ہے اور ہماری نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں۔

۴۔ عبرت

مسائل پر توجہ دینے کے لئے بابصیرت انسان ، اصل موضوع ، اس کی جڑوں عوامل، مختلف پہلوؤں کے اتفاقات اور اردو گرد کے حالات کے لئے غور و فکر کرتا ہے ان سے عبرت حاصل کرتا ہے رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔" ولا یصح الاعتبار الا لاھل الصفا والبصیرۃ "[۲] صرف اہل صفا و بصیرت ہی عبرت حاصل کرتے ہیں۔

۵۔ فکر آخرت

جو شخص انجام کار کو چشم دل دے دیکھتا ہے اور غور و فکر کرتا ہے وہ ذکر آخرت سے ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتا۔ قرآن صاحب بصیرت کا چہرہ کچھ اس طرح پیش کرتا ہے"۔۔۔انا اخلصناھم بخالصۃ ذکری الدار"[۳] اخلاص کے ساتھ آخرت کو یاد کرنے کی صفت کے ساتھ ہم نے انہیں تخلیق کیا ہے۔

۱۔ سورہ سجدہ، آیت ۲۴

۲۔" موسسۃ الاعلمی للمطبوعات مصباح الشریفہ " ، ۱۴۰۰ق، ص ۲۰۴

۳۔ سورہ ص، آیت ۴۶

صاحبان بصیرت دل کی آنکھوں کے ذریعہ پاکیزہ زندگی (حیات طیبہ) کو پالیتے ہیں دنیوی زندگی کے پر فریب جلوے انہیں دھوکہ نہیں دے سکتے۔ مولا علی کی تعبیر کے مطابق دوستان خدا وہ ہیں جو باطن کی نگاہ سے دنیا کو دیکھتے ہیں جب دوسرے افراد آج کی فکر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو اس وقت یہ اولیائے خدا آئندہ کی فکر کرتے ہیں" ان اولیاء الله هم الذین نظروا الی باطن الدنیا اذا نظر الناس الی ظاهرها واشتغلوا باجلها اذا اشتغل الناس بعاجلها"[1]

۶۔ ملکوت کا دیدار

انسان جب چشم دل سے دیکھتا ہے تو اسے ہر طرف خدا کی نشانی نظر آتی ہے" فاینما تولّوا فثمّ وجه الله "[2] جو چیز دوسروں کے واسطے محجوب ہوتی ہے اس کے لئے عیاں ہو جاتی ہے۔

پیغمبرؐ فرماتے ہیں "لولا تمریج فی قلوبکم او تزید کم فی الحدیث لسمعتم ما أسمع "[3] اگر تمہارے دل چراگاہ نہ ہوتے اور تمہاری باتوں میں زیادتی نہ ہوتی میں جو سنتا ہوں وہ تم بھی سنتے۔

قلبی شہود یا مکاشفہ، عالم ماورائے حسن تک پہونچنا، دوسرے عالم کے حقائق کا مشاہدہ اندرونی آنکھوں کا کام ہے۔ گوش جان سے زمزمے سنے جاسکتے ہیں لیکن عقلی ادراکات وفکر انگیزی اور وحی والہام میں بڑا فرق ہے۔

جبرئیل کے سلسلہ میں پیغمبر کا شہود یا شہود ذات پاک خداوند کا اشارہ جو قرآن مجید میں ہے وہ چشم باطن کی چیز ہے۔ ماکذب الفؤاد مارأی"[4] میں ہم اگر یہ پڑھتے ہیں کہ پیغمبر کی آنکھ نے جو دیکھا وہ جھوٹ نہیں کہا یا " لقاء الله "[5] کا روشن مصداق جیسی چیزیں جن آیتوں میں ہیں وکشف وشہود باطن کی شاہد ہیں۔ جو انسان کی معرفت کا منبع ہیں۔

انسان ایک طرف شہودی ادراک رکھتا ہے جو اس ظاہری تخیل وتفکر سے ماوراء قوائے باطن سے متعلق ہے یہ آگاہی نفس میں حضور وظہور ہے آیت میں لفظ فواد سے جس کی تعبیر آئی ہے۔[6]

۱۔ مجلسی، ج ۶۶، ص ۳۱۹، باب ۳۷، صفات خیار العباد واولیاء اللہ، نہج البلاغہ، حکمت ۴۳۲

۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۱۵

۳۔ ابن حنبل، احمد بن محمد" مسند احمد بن حنبل" محقق: الصید ابو المعالی النوری، عالم الکتاب، بیروت، ۱۴۱۹ق، ج ۵، ص ۲۶۶

۴۔ سورہ نجم، آیت ۱۱

۵۔ مکارم شیرازی، ج ۱ ص ۲۶۱

۶۔ طباطبائی، ج ۱۹، ص ۲۹

قرآن چشم دل یعنی ایمان ویقین سے مشاہدہ کی خبر دیتا ہے ایک بیان میں مومنین یا تمام انسانوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے " کلّا لو تعلمون علم الیقین لترونّ الجحیم "[۱] ایسا نہیں ہے کہ اگر تمہیں علم یقین ہوتا تو تم جہنم کا مشاہدہ کرتے۔

بصیرت کے اجتماعی آثار

انفرادی آثار کے علاوہ بصیرت کے اجتماعی آثار بھی ہیں۔ اجتماعی آثار کسی معاشرہ کے انفرادی آثار کی دین ہوتے ہیں اجتماعی بصیرت کے فوائد، انفرادی فوائد سے زیادہ ہوتے ہیں۔

۱۔ حق محوری اور قبولیت ولایت

اہل بصیرت کا محور، حق ہوتا ہے اور جہان ہستی میں حق صرف خدا ہے۔"۔۔۔ذالک بان اللہ ھو الحق۔۔۔[۲]" اور ہر حق اسی کی طرف سے ہے"۔۔۔الحقُ مِن رّبک [۳]۔۔۔"

بصیرت، فرد کو گمراہ ہونے اور بھٹکنے سے بچاتی ہے کیونکہ بصیرت حق کو باطل سے جدا کرتی ہے باطل طاقتوں نے ہمیشہ باطل کو خوبصورت بناکر، سجاکر اس طرح پیش کرنے کی کوشش کی کہ وہ حق نظر آئے اور لوگ دھوکا کھاجائیں، حیرت میں پڑ جائیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ انھوں نے ہمیشہ اسی طرح کی چالیں چل کر لوگوں کو دھوکے میں رکھکر ان سے حق اور باطل کے درمیان تمیز اور تشخیص کو سلب کرنے کی بھرپور کوششیں کی ہیں۔

حضرت علیؑ نے اپنے ایک خط میں معاویہ کے لیے فرمایا: " وقد اردیت جیلا من الناس کثیراً خدعتھم بغیک والقیتھم فی موج بحرک تغشاھم الظلمات وتتلاطم بھم الشبھات فجاروا عن وجَھتھِم ونکصوا علیٰ اعقابھم وتولّوا علی ادبارھم وعولوا علی احسابھم الا من فاء من اھل البصائر فانھم فارقوک بعد معرفتک وھربوا إلیَ اللہ مِن موَازرتک"[۴]۔

اے معاویہ ! تم نے بہت سے افراد کو ہلاکت کی طرف کھینچ لیا اپنی گمراہی سے انہیں فریب میں مبتلا کردیا اور جہالت کے دریا کی سرکش موجوں میں تم نے ہلاک کردیا۔ انہیں تاریکیوں نے گھیر لیا۔ شہادت

۱۔ سورہ تکاثر، آیت ۵۔۶

۲۔ سورۂ حج، آیت ۶ ۔ سورۂ لقمان، آیت ۳۰

۳۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۷

۴۔ نہج البلاغہ، خط ۳۲

کے بھنور میں وہ پھنس کر راہ حق سے جدا ہوگئے اور ماضی کی جاہلیت کی طرف چلے گئے۔ اپنی خاندانی جاہلی خصوصیات پر ناز کرنے لگے۔ کچھ تھوڑے سے اہل بصیرت نے اپنا راستہ بدلا اور تجھے پہچان لینے کے بعد تجھ سے جدا ہوگئے اور تیری دوستی سے بھاگ کر اللہ (حق) کی طرف آ گئے۔

۲۔ دشمن کی پہچان

عاقل اور بابصیرت انسان اپنی ذات سے شیطان کو دور بھگاتا رہتا ہے۔ کیونکہ ہر طرح کی دشمنی، حملہ اور کینہ توزی اور سے دور رہنا انسان کا اصلی کردار ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا "أَلا وان الشیطان قد جمع حِزبہ واستجلب خیلہ ورجلہ وإنَّ معی لبصیرتی"[۱] آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان نے اپنا گروہ جمع کرلیا ہے اس نے اپنے سوار اور پیدل سپاہیوں کو بلالیا ہے لیکن میرے ساتھ میری آگاہی اور لازمی بصیرت موجود ہے۔

۳۔ سنجیدہ روش

صاحب بصارت مومن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ موقف، ضرورت اور مناسبت کے مواقع کی معرفت رکھتا ہے اور وقت کو پہچانتا ہے۔ امام حسینؑ کے اصحاب اور توابین کے گروہ میں یہی فرق ہے کہ توابین نے وقت نہیں پہچانا جو کام انہوں نے عاشور کے بعد انجام دیا تھا حضرت مسلم بن عقیل کے کوفہ پہونچنے پر اگر وہی کام کر دیتے تو تاریخ کسی دوسرے انداز سے لکھی جاتی۔

حضرت علیؑ کے ارشاد کے مطابق جو شخص دل سے دیکھتا اور بصیرت سے عمل کرتا ہے وہ عمل سے پہلے سوچتا ہے کہ اس میں فائدہ ہے یا نقصان؟ اگر فائدہ ہوتا ہے تو عمل کرتا ہے اور اگر نقصان ہوتا ہے تو پھر اسے انجام نہیں دیتا: " فالناظر بالقلب العامل بالبصر یکون مبتدأ عملہ ان یعلم أَعملہ علیہ أم لہٗ فان کان لہ مضی فیہ وان کان علیہ وقف عنہ"[۲] صاحب بصیرت وہ ہے جو سنتا ہے غور وفکر کرتا ہے عبرت کی چیزوں کو سامنے رکھتا ہے پھر روشن اور ہموار راستہ طے کرتا ہے، کھائی میں گرنے اور گمراہی میں پڑنے سے محفوظ رہتا ہے۔ حقائق معلوم کرنے اور واقعیت تک پہونچنے کے لیے بابصیرت انسان خوب تجزیہ و تحقیق کرلیتا ہے، سنجیدگی سے عمل پیرا ہوتا ہے نیز ایسا راستہ اختیار کرتا ہے جس کی درستگی میں کوئی تردید نہ ہو۔

۱۔ مجلسی، ج ۳۲، ص ۵۲

۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۴

۴۔ جرأت عمل

بصیرت کے نتیجہ میں انسان کے اندر شجاعت اور دینی جرأت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ حق کو دیکھتا ہے اور اسے سیدھے اور قرب الٰہی کے راستہ کا یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلام کی تمام جنگیں خصوصاً امام المتقین حضرت علی علیہ السلام کی جنگوں میں بصیرت کارفرما تھی کیونکہ آپ کا مقابلہ ان افراد سے تھا جنہوں نے تقدس کا چولہ پہن رکھا تھا۔ الٰہی بصیرت کے ساتھ امیر المؤمنین کا ان سے بے جھجک مقابلہ کرنا فخر کی بات ہے۔

۵۔ قدرت و طاقت

اپنے صالح بندوں (ابراہیم، اسحاق، یعقوب) کو قدرت، حکومت اور بصیرت عطا کرنے والا خدا "اولی الایدی وَالابصار "[۱] جیسے الفاظ کی تعبیر پیش کرتا ہے، ارشاد ہوتا ہے" واذکر عبادنا ابراھیم واسحق ویعقوب اولی الایدی والابصار انا اخلصناھم بخالصةٍ ذکری الدّار "[۲] ہمارے خاص بندوں ابراہیم اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت و بصیرت والے تھے ہم نے ان لوگوں کو آخرت کی ایک خاص صفت کی یاد سے ممتاز کیا ہے، (ہم نے انہیں عالم آخرت کی یاد دہانی کی پر خلوص صفت کے ساتھ مخصوص کیا)

۶۔ عزت

خدا، حق و باطل اور اعلیٰ مقصد تک پہونچنے کے لیے راستوں کی رکاوٹوں کی معرفت انسان کی عزت کا موجب ہے کیونکہ خدا کی معرفت اس کی عبادت اور حصول علم و آگہی کی جانب دعوت انبیاء مقصد خلقت ہے۔ اس کا مطلب چند اصطلاحوں کا تحفظ یا اشیاء کے درمیان مادی روابط کا انکشاف نہیں ہے بلکہ خدا شناسی خود شناسی اور لغت شناسی مقصود ہے، اور یہی آگاہی انسان کو منشأ عزت سے متصل کر دیتی ہے۔[۳]

قرآن میں ارشاد ہے: " وللّٰہ العزة ولرسولہ وللمؤمنین "[۴] اور " من کان یرید العزة فللّٰہ العزة جمعیاً "[۵] عزت کے اصل معنی صلابت اور مضبوطی کے ہیں۔[۶] جسے عزت چاہئے وہ خدا سے عزت کا

۱۔ سورہ ص، آیت ۴۵

۲۔ سورہ ص، آیت ۴۵۔۴۶

۳۔ " مبانی عزت در قرآن نگرشی نوین بہ تفسیر سورۂ زمر " رضائی علی، موسسۂ فرہنگی ثقلین، قم، ۱۳۸۲ش، ص۷۸۔۸۰

۴۔ سورہ منافقوں، آیت ۸

۵۔ سورہ فاطر، آیت ۱۰ " اگر کوئی عزت چاہتا ہے تو خدا سے حاصل کرے جو تمام عزتوں کا مالک ہے۔ خدا پیغمبر اور مومنین کی عزت دائمی اور باقی ہے "۔

۶۔ راغب اصفہانی، جلد ۲، ص ۵۹۰۔۵۹۱ انسان کے اندر شکست ناپذیر حالت کا نام عزت ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے " ارض عزاز " یعنی سخت زمین، وہ شخص عزیز ہے جو طاقت کی بناء پر غظالب ہے اور اور مغلوب نہیں ہوتا۔

تقاضا کرے کیونکہ تمام عزتیں خدا کی ملکیت ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے اس میں سے کچھ حصہ عطا کرتا ہے جیسا کہ اس نے مومنین کو عزت دی ہے۔[1]

اہل بصیرت جب ایمان، تقویٰ، عقل مندی، عبرت آموزی اور دور اندیشی کی بنیاد پر عمل انجام دیتے ہیں تو انہیں عزت ملتی ہے صاحبان بصیرت مومنین سب سے بلند ہیں " وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین"۔[2]

اس بناپر دانائی، ایمان، قبولیت موعظہ، آخرت پر توجہ، حقائق بینی جیسے تحفے، بصیرت عطا کرتی ہے، صاحبان بصیرت، قدرت، حق محوری، جرأت عمل اور دشمن شناسی کے ذریعہ سنجیدہ عمل انجام دیتے ہیں، اپنے آپ نیز معاشرہ کو ترقی، سعادت اور عزت کی دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں۔

۱۔ طباطبائی، المیزان، ج ۱۷، ص ۳۲۔

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۳۹۔